خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 55

Track - 2

23:00

''انسان کردار کے ساتھ محبت کرتا ہے''

''کشش ثقل کیا ہے؟ کشش کے ہوتے ہوئے ہر شئے اوپر کی جانب کیوں بڑھ رہی ہے؟''

میری صحت و تندرستی کے لئے دعا کرنا ہے۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی کے ساتھ ، بہترین معاش اور روزگار کے ساتھ ، سعادت مند اولاد کے ساتھ ، اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت کے ساتھ خوش و خرم رکھے۔ آپ سب میرے بچے جس طرح مجھ سے محبت اور عقیدت کا اظہار فرماتے ہیں اس کے پیچھے اللہ ، اللہ کے رسول اور اللہ کے رسول کے وارث علماء اولیا ء اللہ کی محبت ہے۔ یہ بات ہر انسان اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ گوشت پوست کا جو جسم ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ محض دکھاوا، عارضی اور فکشن کے علاوہ اس کا ہم کوئی نام اگر رکھیں بھی تو عقل و شعور اس بات کی ہمیں اجازت نہیں دیتا اس لئے کہ پیدائش سے لے کر بوڑھاپے تک جتنے بھی مرحلے ہیں ان سب کے اوپر فنا ہے۔ تو کسی فنائیت کو حقیقت کا نام دینا ہر گز قرین عقل و قیاس نہیں ہے۔ جو بھی انسان یہاں پیدا ہوتا ہے جسم و جان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے ۔اس جسم و جان کے ساتھ جب تک وہ زندہ رہتا ہے کچھ نہ کچھ کرتا ہے۔ اب جب ہم یہ کہتے ہیں کہ کچھ نہ کچھ کرتا ہے تو لامحالہ اس طرف ذہن جاتا ہے کہ اس سے کچھ نہ کچھ کرایا جاتا ہے۔ گروہی تقسیم ہے اس میں کوئی چور اچکاہوجاتا ہے اس میں بھی جسم ہی کام کرتا ہے۔ کوئی اس میں متقی اور پرہیزگار ہوجاتا ہے تو تب بھی جسم جو ہے زیر بحث آتا ہے۔ کوئی ولی اللہ ہوجاتا ہے ۔ اور کسی کے اوپر اللہ کی خصوصی نظر پڑ جائے تو وہ پیغمبر ہوجاتا ہے۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ کوئی چیز ایسی ہے جو اسے متحرک رکھتی ہے۔ وہ چیز جب تک اس جسم کو متحرک رکھتی ہے جسم چلتا رہتا ہے ، حرکت کرتا رہتا ہے۔ یا اس کے لئے جو کردار متعین ہوگیا ہے وہ کردار پورا کرتا رہتا ہے اور جیسے ہی متحرک کردینے والی چیز جسم سے رشتہ توڑ لیتی ہے تو جسم کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ تو اب اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم جو کسی آدمی کا ادب کرتے ہیں یا احترام کرتے ہیں تو دراصل اس کے کردار کی وجہ سے اس سے محبت کرتے ہیں۔ چور اچکے سے کوئی محبت نہیں کرتا۔ حالانکہ وہ بھی زندہ ہے وہ بھی مرجاتا ہے۔ جو لوگ اچھے کردار کے مالک ہیں ان سے سب محبت کرتے ہیں۔غصہ کرنے والے سے کوئی آدمی محبت نہیں کرتا۔ پیار کرنے والے لوگوں سے لوگ بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔تو اب مطلب یہ ہوا کہ

مادی جسم سے محبت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ نفرت کا کوئی تعلق ہے۔ اصل
میں اس مادی جسم کے لئے جو کردار متعین ہوگیا ہے وہ کردار کسی محبت کا یا
نفرت کا سبب بنتا ہے۔ اب اس دنیا میں دو کردار متعین ہیں۔ایک کردار شیطانی
کردار ہے۔ ایک کردار رحمانی کردار ہے۔ تو شیطانی کردار میں وہ تمام عوامل
کام کرتے ہیں جس میں نفرت ہے ، حسد ہے ، بغض ہے، فساد ہے۔ اس کے
برعکس رحمانی کردار میں وہ تمام عوامل کام کرتے ہیں جس میں محبت ہے،
عقیدت ہے ، پیار ہے، خلوص ہے ، ایثار ہے ، کچھ کرنے کا جذبہ ہے۔ تو اب بات
سیدھی سی ہے یہاں دنیا میں دو کردار ہیں۔ ایک کردار شیطانی کردار ہے۔ اور
ایک کردار رحمانی کردار ہے۔ شیطانی کردار کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا ہے
اور رحمانی کردار چونکہ خود اللہ کا کردار ہے اس لئے اس کو اللہ تعالیٰ نے پسند
فرمایا ہے۔ تو یہ جتنے بھی روحانی لوگ ہیںان کی طرز فکر انبیاء کی طرز فکر
کے مطابق ہوتی ہے۔ اور انبیاء کی طرز فکر یہ ہے کہ وہ رحمانی کردار میں
خود زندہ رہتے ہیں ، رحمانی کردار کی تبلیغ کرتے ہیںاور رحمانی کردار سے اپنے
قریب آنے والے لوگوں کی تربیت کرتے ہیں۔تو سلسلہ عالیہ عظیمیہ ایک روحانی
سلسلہ ہے پیغمبرانہ طرز فکر کا حامل سلسلہ ہے۔ اس لئے سلسلہ عالیہ
عظیمیہ یا دوسرے تمام سلاسل نقشبندی ہو، سہروردی ہو، چشتی ہو، قادری
ہواگر ان کا کردار تعین کیا جائے تویہ کہا جائے گا کہ یہ رحمانی کردار کے حامل
افراد کا ایک گروہ ہے۔اس گروہ کا جو کام ہے وہ یہی ہے کہ وہ لوگوں تک
رحمانی کردار کی قدریں منتقل کرتے رہتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ
خود اس پر عمل کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کو دیکھ کر ان کے کردار کو سمجھ کر
ان کی پیروی کریں۔لہٰذا سلسلہ عالیہ عظیمیہ کے ہر فرد کی یہ ذمہ داری
ہوئی کہ وہ اپنے سلسلے کے کردار کو خود اپنے اوپر نافذ کرے۔ یعنی رحمانی
کردار کو۔اور اس کردار سے پوری نوع انسانی کو مستفیض کرے۔یہی اللہ تعالیٰ
کا پیغام ہے ۔ اور یہی پیغمبران کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اعجاز ہے۔ یہی
ان کا مشن ہے۔ اور اسی مشن کے لئے پیغمبروں نے بڑی بڑی تکلیفیں برداشت
کریں۔بڑی بڑی مصیبتیں سہیں۔لیکن انہوں نے کسی مصیبت کو، کسی پریشانی
کو خاطر میں نہ لاکر رحمانی کردار کا پرچار کیا۔ چونکہ سلسلہ عالیہ عظیمیہ
پیغمبرانہ طرز فکر کا حامل سلسلہ ہے دوسرے سلاسل کی طرح اس لئے ہر
عظیمی بچے کی ، بیٹے کی، بیٹی کی ، بزرگ کی، چھوٹے کی، بڑے کی یہ ذمہ داری
ہے کہ پیغمبرانہ طرز فکر کو اپنا کر اس طرز فکر کو اپنے بھائیوں میں، پڑوس
میں، محلے میں ، شہروں میں، ملکوں میں ، قوموں میں اور پوری نوع انسانی
میںاس کو پھیلانے کی بھرپور جدوجہد اور کوشش کریں۔چونکہ رحمانی طرز کا
پھیلانا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے ...والذین جاھدوا فینا
لنھدینھم سبلنا ... کہ جو لوگ میرے مشن کو پھیلانے میں جدوجہد کرتے ہیں۔ جو
لوگ میرے مشن کو پھیلانے میں ایثار کرتے ہیں ۔ جو لوگ پیغمبرانہ کردار کو اپنا
کر اس کردار کو گھر گھر پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اوپر

لازم کرلیا ہے کہ میں انہیں ہدایت کے راستے پر لے آؤں گا۔ اب ہمارا کام صرف
یہ ہے کہ ہمیں جو ہمارے مرشد کریم حضور قلندر بابا اولیاء ؒ سے جو رسول اللہ
ﷺ کے علوم کے وارث ہیں جو طرز فکر منتقل ہوئی ہے۔ اس طرز فکر کو ہم خود
بھی اپنائیں اس پر عمل بھی کریں اور اسے مشن کے طریقے پر ساری دنیا میں
عام کرنے کی جدوجہد اور کوشش کریں۔لیکن یہ اسی وقت ہوگا جب ہم بھی
کردار میں پختہ ہوں گے۔ ہم جھوٹ بولتے ہوں، منافقت کرتے ہوںاور دوسرے سے
یہ کہیں بھئی تو منافقت نہ کر، جھوٹ نہ بول اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ سب
سے پہلے بنیادی بات یہ ہے کہ سلسلہ عالیہ عظیمیہ کی جو تعلیمات ہیں ، جو
اغراض و مقاصد میں پوری طرح بیان کردی گئی ہیں، جو بائیس ہیں۔ان کو اگر
پڑھ کر، ان پر غور کرکے ، ان کو یاد کرکے اس کی ایک ایک شق پہ عمل کرکے ہم
اگر اپنا کردار صحیح کرلیںیعنی سلسلے کے اغراض و مقاصدمیں خود کو ڈھال لیں
تو پھر ہم کسی سے بھی کوئی بات کہیں گے اس کا اثر ہوگا۔ اور اگر ہم نہیں
بھی کہیں گے تو لوگ ہمارے کردار کو دیکھ کر ہماری تعلیمات کو قبول کریں
گے۔ ہمارے قریب آئیں گے۔ ہمیں پسند کریں گے۔ اور اس طرح حضور قلندر بابا
اولیاء ؒ کے مشن کی انشاء اللہ ایک روز تکمیل ہوجائے گی۔ایک بات جو میں آپ
سے اور عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ابھی میں لمبا چوڑا دورہ کرکے آیا
ہوں تو بیٹھے بیٹھے میں میرا گاڑی میں انتظام کیا تھا انہوں نے پچھلی سیٹ پر
بستر وستر لگایا ہوا تھا تو پہاڑوں کے جب میں اوپر گیا تو میں نے بڑے اونچے
اونچے درخت دیکھے۔ تو میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ یہ درخت اوپر ہی کیوں
جاتے ہیں؟ نیچے کیوں نہیں بیٹھتے۔ تو جب میں نے اس بات پر غور کیا تو پھر
میری سمجھ میں یہ بات آئی کہ آدمی بھی تو اوپر ہی کو بڑھ رہا ہے۔ ایک
آدمی چھوٹا سا بچہ ہوتا ہے۔ بیٹھ بھی نہیں سکتا لیٹا رہتا ہے۔ پھر وہ بیٹھ جاتا
ہے۔ تو بیٹھنا بھی اس بات کی علامت ہے کہ وہ اوپر کو بڑھ رہا ہے۔ پھر وہ
جوانی میں چلا جاتا ہے۔ بوڑھا ہوجاتا ہے۔ تو دو فٹ کا بچہ چھ فٹ کا پونے چھ
فٹ کا ہوجاتا ہے۔ تو میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ ہر چیز اوپر ہی کیوں بڑھ
رہی ہے۔ اوپر ہی کیوں جارہی ہے۔ زمین اپنی طرف کھینچ رہی ہے آسمان
اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کشش ثقل ہے زمین اپنے اندر کھینچ
رہی ہے۔ لیکن جب ہم درخت کو دیکھتے ہیں تو وہ اوپر ہی اوپر چلا جارہا ہے۔
تو یہ بات بہت دیر تک میں سوچتا رہا۔ تو آپ سے بھی میں درخواست کرتا ہوں
کہ یہ ایک مسئلہ ہے یہ اوپر ہی اوپر آدمی یا درخت یا مکان ، بلڈنگیں ، پلازے یہ
سب اوپر ہی اوپر کیوں جاتی ہیںاس کی کیا وجہ ہے۔ ذرا آپ لوگ تھوڑا سا
سوچ کے مجھے بتائیں۔ پانی ... اب دیکھیں ناں پانی کی نیچر یہ ہے کہ وہ نشیب
میں بہتا ہے۔ لیکن وہ جب درخت کے تنے میں چلا جاتا ہے تو اوپر ہی اوپر چلا
جاتا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ اسّی فٹ کے ناریل کے درخت میں پیالوں میں جمع
ہوکرلٹک جاتا ہے۔ تو ہم جب زمین کھودتے ہیں تو ہمیں وہاں کوئی پسٹن پمپ
تو نظر نہیں آتا۔ یہ پانی اوپر کیوں پہنچ گیا اتنا۔ یہ نشو و نما کا جو قانون ہے۔

یعنی ہم کہتے ہیں کہ زمین ہمیں کھینچ رہی ہے۔ تو زمین کے کھینچنے کا مطلب
تو یہ ہے کہ زمین نے جب جڑیں پکڑیں درخت کی تو وہ جڑیں اندر ہی اندر اندر
ہی اندر زمین کے چلی جانی چاہئے تھیں۔ دس فٹ، بیس فٹ، پچاس فٹ، اسّی
فٹ ۔ تو جب آپ زمین کھودتے ہیںتومشکل سے چار فٹ بھی کوئی جڑ ہمیں نہیں
ملتی۔ ڈھائی تین فٹ تک جڑیں ہوتی ہیں زیادہ سے زیادہ۔جب ہم درخت
دیکھتے ہیں تو وہ اسی فٹ کا ہوتا ہے۔ تو کشش ثقل کا یہ جو فارمولا ہے کہ
زمین اپنی طرف کھینچ رہی ہے یہ درخت اوپر اوپر کیوں جارہے ہیں؟ یہاں
سائنس ک اسٹوڈنٹ بھی بیٹھے ہوں گے ضرورہ پڑھے لکھے لوگ ہوں گے۔ اس
سوال کا جواب مجھے چاہئیے۔ کوئی صاحب؟ ماشاء اللہ اتنا بڑا مجمع ہے بھئی۔
خواتین میں سے مرد حضرات میں سے جو بھی چاہیں جواب دیں۔ جب میں نے
زیادہ سوچ بچار کیا تو ... میں چونکہ وقت بہت کم ہے میں زیادہ وقت نہیں لینا
چاہتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے ذہن میں قرآن پاک کی ایک آیت آئی۔
قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ... (عربی آیت) ... لاصغیرۃ و لا کبیرۃ الا
...کہ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی کوئی بات ایسی نہیں ہے قرآن نے
جس کی وضاحت نہ کردی ہو۔ یعنی قرآن کریم ایک مکمل دستاویز ہے جس میں
چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی ہر بات وضاحت کے ساتھ اللہ نے بیان کردی
ہے۔ اس آیت کو پڑھ کہ میں قرآن کریم کی طرف متوجہ ہوا کہ یہ جو فارمولا
کیا ہے اس کا ایک چیز اوپر جارہی ہے ۔ کشش ثقل کے ہونے کے باوجود وہ جڑیں
پچاس فٹ اندر کیوں نہیں جاتیں۔جڑیں ڈھائی تین فٹ ہیں درخت اسّی فٹ کا
ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے، اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے میرے
ذہن میں آیت آئی کہ ... قالوا ان ۔ و ان الیہ راجعون ... ہر چیز اللہ کی طرف
سے ہے اور اللہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ ظاہر ہے اللہ کی طرف سے ہے نزول
کا ذکر ہے ۔اسفل کا ذکر ہے۔ زمین کا ذکر ہے۔ اور اللہ کی طرف لوٹ رہی ہے
تو بلندی کا ذکر ہے۔ غیب کا ذکر ہے۔ آسمان کا ذکر ہے ۔عرش و کرسی کا ذکر
ہے۔ تو اب آپ یہ غور کریں کہ زمین پر جو چیز بھی نازل ہوگئی بچے کا پیدا
ہونابھی زمین پر نازل ہونا ہی ہے۔ اس کا رخ صعود کی طرف ہے۔ بچہ بھی بڑا
ہورہا ہے۔ آسمان کی طرف ہی بڑھ رہا ہے۔ درخت بڑا ہورہا ہے۔ ہر چیز جو
نزول کررہی ہے وہ صعود کررہی ہے۔ پھر یہ بات بھی آپ سب کو معلوم ہے
ہمارے روحانی طلباء و طالبات کو تو پوری طرح معلوم ہے کہ مرنے کے بعد آدمی
جو ہے اعراف میںچلا جاتا ہے۔ اعراف کے بارے میں حضور قلندر بابا ولیائؒ کا یہ
فرمان ہے کہ زمین سے دو سو میل اونچی ، اونچا مقام جو ہے وہ اعراف ہے۔ تو
ا س کا نتیجہ یہ نکلا کہ انسان کی زندگی یہ ہے کہ وہ نزول کرتا ہے زمین کے
اوپر اور صعود کرتا ہے اللہ کی طرف۔ آپ اس بات کو اختیاری طور پر استعمال
کریں یا نہ کریں، آپ اس بات کو تسلیم کریں یا نہ کریں ۔ آپ اس بات سے چشم
پوشی کرلیں لیکن اس بات سے آپ حقیقتاً انکار نہیں کرسکتے کہ جو چیز زمین
پر نازل ہوگئی وہ صعود کررہی ہے۔ ان للہ و ان الیہ راجعون ... تو انسان کیا

ہوا، انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہوا؟ انسان کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ وہ
غیر اختیاری طور پر اللہ کی طرف رجوع کررہا ہے۔ جب ساری زندگی اللہ کی
طرف رجوع الی اللہ ہے تو ہمارا کام تو بہت آسان ہوگیا۔ صرف ہمیں اتنا
سوچنا ہے کہ پیدائش کے بعد ہمارا رخ ہمہ وقت، ہر لمحہ ، ہر آن اللہ کی
طرف ہو۔ اگر ہم اس بات کو سمجھ لیں ۔ اس بات کو بار بار دہرائیں تو ظاہر
ہے ہمارا تعلق اللہ کے ساتھ قائم ہوجائے گا۔ اس کے بعد میں اپنے معروضات
ختم کرتا ہوں بہت دیر ہوگئی کھانے کا بھی وقت ہے۔ لیکن یہ بات میں آپ سے
عرض کرتا ہوں کہ یہ اس وقت جو میں نے آپ کو ایک فارمولا بیان کیا ہے یہ جو

equation

ہے جو میں نے بیان کی ہے اس کے بارے میں آپ لوگ ایسے نہیں یہاں سے سن
کر چلے جائیں اور بھول جائیں۔روحانیت کا ایک اصول ہے ، ایک قانون ہے۔اگر
روحانیت کا کوئی راز آپ کو معلوم ہوجائے تو اس راز کو جتنا زیادہ آپ دہرائیں
گے اسی مناسبت سے آپ کی روحانی صلاحیت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اللہ
تعالیٰ آپ سب کو خوش رکھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی عطا کرے ۔
اللہ تعالیٰ ہمارے ملک میں ہمارے شہر میں امن و امان قائم رکھے۔ آپ لوگ جب
یہاں سے کچھ سن کے جائیں تو اس کو محض ایک تفریح طبع کے طور پر کے ایک
نئی بات ہمیں سننے کو مل گئی ، خالی خوش نہ ہوں۔اس کے اندر گہرائی پیدا
کرنے کے لئے اس بات پر تفکر کریں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ خدا
حافظ۔ (اختتام)